کوئی مواخذہ بھی نہیں۔ ان پر خواہ مخواہ کی دل گرفتگی اور رنج و افسوس بے سود اور غیر مطلوب ہے۔ دل کی خبر تو فرشتوں کو بھی نہیں ہوتی۔ صرف اللہ جانتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ۔ اس لیے کیفیات کی طلب و جستجو تو مطلوب ہے، لیکن کیفیات فی نفسہٖ مطلوب نہیں۔ عمل مطلوب ہے۔

۴۔ الّا یہ کہ آپ دل میں کوئی چیز یا خیال اپنے ارادے اور کوشش سے لائیں، خود سے آجائیں تو اسے گلے لگائیں اور بٹھائے رکھیں، اس تاریکی کو اللہ کے ذکر کے نور سے دور کرنے کی کوشش نہ کریں، یا اس خیال کے مطابق عمل شروع کر دیں، اس صورت میں بقدر خطا مواخذہ ہو سکتا ہے۔ اگر آپ اس داغ کو استغفار سے دھو نہ دیں۔ مثلاً حسد کا جذبہ دل میں آجاتا ہے، غصہ آجاتا ہے، دل تنگ ہوتا ہے، نیک عمل کو لوگوں کے دیکھنے سے دل کی خوشی ہوتی ہے، تو ان پر کوئی مواخذہ نہیں۔ پریشانی صرف اس قدر کافی ہے کہ فوراً اللہ کو یاد کریں تاکہ یہ غلط خیال کافور ہو جائے۔ اس کو دل میں صوفہ سیٹ اور بسترنہ فراہم کریں، نہ اس کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کر دیں۔

۵۔ میاں بیوی، یا بیوی بیوی کے درمیان تو بہت نازک قلبی اور حسّی معاملات ہوتے ہیں۔ انسانی فطرت و استطاعت کے پیش نظر قرآن نے خود ہی اس معاملہ میں چھوٹ دی ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَیۡنِ فِیۡ جَوۡفِہٖ (الاحزاب ۳۳: ۴) وَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَیۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِیۡلُوۡا کُلَّ الۡمَیۡلِ (النساء ۴: ۱۲۹)۔ اس کا اطلاق بیوی اور سوکن پر بھی ہوگا۔

سوکن کے معاملے میں، بلکہ محبت میں کسی بھی شریک و رقیب کے بارے میں، انسان کے دل میں تنگی، ناراضگی، عدم قبولیت آجانا، یا زبان سے ناروا کلمات کا نکل جانا، یا محبوب کی محبت حاصل کرنے کے لیے حد سے گزر جانا، عین فطری ہے۔ آپ خانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال پڑھ لیں۔ ازواج کے درمیان باہم نزاع بھی ہوتی تھی، زبان سے سخت و نازیبا کلمات بھی نکل جاتے تھے، محبوبؐ کی توجہ کے لیے کشمکش بھی ہوتی تھی۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُنَّ وَرَضِیۡنَ عَنۡہُ۔ قرآن میں (الاحزاب اور تحریم وغیرہ میں) بھی ذکر ہے اور سیرت و احادیث میں تو بڑی تفصیلات محفوظ ہیں۔

۶۔ اس سے آپ کی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ ہر وقت عورت بھی مایحب لنفسہ پر قادر نہیں ہوتی لیکن جس پر قادر نہ ہو اس پر نہ مواخذہ ہے نہ حساب نہ سزا۔

۷۔ آپ نے جو کیفیت لکھی ہے کہ دل کی تنگی اور عدم برداشت کی کیفیت صرف میاں کے سلوک اور قلبی تعلق کے معاملے میں ہوتی ہے، یہ عین فطرت کا تقاضا ہے، یہ حدیث کی خلاف ورزی بھی نہیں۔ آپ نے تو دل ہٹانے کی کوشش نہیں کی، آپ کے لیے یقیناً بڑا درجہ ہے۔ اگر آپ دوسرے کو گرائے بغیر اپنے میاں کی توجہ اور محبت زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرتیں تو بھی حدیث کی خلاف ورزی نہ ہوتی، جب تک آپ کی کوئی کوشش کسی دوسرے حکم شرعی کی خلاف ورزی نہ کرتی

کتاب نما

اسوہ حسنہ، قرآن کی روشنی میں، محمد شریف قاضی۔ ناشر: فیروز سنز، لاہور۔ صفحات ۵۲۸۔
قیمت: ۲۵۰ روپے۔

بلاشبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ''سیرت طیبہ ایک بحر بیکراں اور ایک لا متناہی سمندر کی حیثیت رکھتی ہے'' اور اس موضوع پر قلم اٹھانے والوں نے مختلف نیتوں، جذبوں اور ارادوں سے سیکڑوں اور ہزاروں کتابیں لکھی ہیں۔ محمد شریف قاضی صاحب کا مقصد یہ ہے کہ ''سیرت طیبہ نے انسان کا جو مقصد زندگی مقرر کیا ہے، اسے سمجھا جائے اور صرف اسی کو زندگی کا نصب العین بنایا جائے''۔ (عرض مولف) مصنف کو دس بارہ سال تک ایک پس ماندہ ضلع کی دیہاتی اور ناخواندہ آبادی میں تحریک اسلامی کا کام کرنے کا موقع ملا۔ ان کا مشاہدہ ہے کہ عوام کی اکثریت آپؐ کے اسوہ حسنہ کے ان قابل تقلید پہلوؤں سے ناآشنا ہے جو ایک مسلمان کی شب و روز کی ایک اہم ضرورت ہیں۔ مصنف نے سیرت طیبہ کے پیغام پر زور دیتے ہوئے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ ہم سیرتؐ کے آئینے میں ایک اسلامی معاشرے کی تعمیر و تزئین کیوں کر کر سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ''اسوہ حسنہ'' میں حیات رسولؐ کے ان اہم اور ضروری پہلوؤں کو اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے جن کی ''ہر مسلمان کو بالعموم اور تحریک اسلامی کے کارکنوں کو بالخصوص شب و روز ضرورت پڑتی ہے''۔ (ص ۲۰)

آٹھ ابواب پر مشتمل اس کتاب کے مباحث و مطالب کو چھوٹی چھوٹی ذیلی اور ضمنی سرخیوں کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ مطالب کی تفہیم اور وضاحت کا یہ آسان طریقہ، مفید اور کامیاب ہے۔ (تاہم کتابت میں ذیلی سرخیوں کا نظام درست اور ہموار نہیں رہ سکا، نہ فہرست اور نہ متن میں)۔ عنوان کتاب ''اسوہ حسنہ'' کے ذیل میں ''قرآن کی روشنی میں'' کے الفاظ درج ہیں۔ چنانچہ مصنف نے ترجیحاً اور اولاً قرآن پاک ہی سے استشہاد کیا ہے۔ یوں تو ماخذ کی فہرست میں ۳۶ کتب کے نام درج ہیں لیکن خاصی بڑی تعداد میں تلخیص تفہیم القرآن، تلخیص سیرت سرور دو عالمؐ، تلخیص محسن انسانیتؐ قسم کے حوالوں سے ایک تاثر تو یہ ہوتا ہے کہ مصنف نے بہت کچھ دوسروں سے اخذ کر کے اسے مرتب کر دیا ہے لیکن اس طرز تالیف کے کچھ فوائد بھی ہیں، مثلاً: یہ کہ بیشتر مطالب کے

استناد کی ذمہ داری مصنف کی اپنی نہیں رہتی' دوسرے یہ کہ اس طرز پر تالیف وتدوین میں نسبتاً آسانی رہتی ہے۔ مصنف نے واقعات کی تفصیل سے عموماً اجتناب برتا ہے' مثلاً غزوہ بدر اور تبوک: پون پون صفحہ' فتح مکہ' غزوہ خندق: ایک صفحہ' غزوہ احد: سوا صفحہ۔ البتہ اسلامی نظام حیات کے مختلف پہلو عمدگی سے سامنے آجاتے ہیں۔

"اسوۂ حسنہ" کو سیرت النبیؐ کے قومی مقابلے میں انعام بھی مل چکا ہے۔ سیرت نبویؐ کے شائقین کے لیے یہ ایک ایسی مفید کتاب ہے جو ذمہ داری اور احتیاط سے لکھی گئی ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

شاہنامہ بالاکوٹ' علیم ناصری۔ ناشر: ادارہ مطبوعات سلیمانی' اردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۲۶۴۔ قیمت: ۱۲۰ روپے۔

یہ کتاب گذشتہ صدی کی ابتدائی دہائیوں میں برپا ہونے والی تحریک جہاد و اصلاح کی منظوم تاریخ کی جلد اول ہے' جو پہلے شائع ہوئی تھی' اب اسے کچھ اضافوں کے ساتھ از سرنو مرتب کر کے پیش کیا گیا ہے۔ یہ جلد جنگ اتمان زئی تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ دوسری جلد زیر تالیف ہے وہ جنگ پنج تار سے شروع ہو کر معرکہ بالاکوٹ پر انجام پذیر ہو گی۔

"شاہنامہ بالاکوٹ" کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تیاری میں مولانا ابوالحسن علی ندوی' مولانا مسعود عالم ندوی' غلام رسول مہر اور شیخ محمد اکرام ایسے بلند پایہ محققین کی کاوشوں سے استفادہ کیا گیا ہے اور اس امر کا اہتمام کیا گیا ہے کہ واقعات میں رنگ آمیزی نہ ہو۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ آخر میں ضروری مقامات کی تشریح و توضیح کے لیے حواشی و تعلیقات کا اضافہ کیا گیا ہے جو مستند اور معتبر ماخذ پر مبنی ہیں۔ اکثر و بیشتر ماخذ کے حوالے بھی دیے گئے ہیں۔ شاہنامہ کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بلا کی روانی ہے اور ہر حصہ نظم علیم ناصری کی معلومات اور فن شاعری میں ان کی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

تاریخ عموماً نثر میں لکھی جاتی ہے لیکن اگر شاعر مشاق اور پختہ کار ہو تو وہ تاریخ کے خشک بیانات کو دلچسپ اور پرتاثیر بنا دیتا ہے۔ اس طرح کی منظومات قوموں کی بیداری اور ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ماضی قریب میں حالی' شبلیؒ' اقبال اور ظفر علی خاں کی نظموں نے یہی کردار ادا کیا ہے۔ بعض شعرا نے جنگ ناموں اور شاہناموں کی صورت میں اسلاف کے ولولہ انگیز کارناموں کو محفوظ کرنے کی سعی کی ہے۔ فارسی میں فردوسی کا "شاہنامہ" اس کی عمدہ مثال ہے۔ فارسی اور اردو میں جو دوسرے جنگ نامے یا شاہنامے لکھے گئے ہیں وہ بھی طبائع پر خاص اثر ڈالتے ہیں۔ اردو میں حفیظ جالندھری کا "شاہنامہ اسلام" پڑھ کر یقیناً روح جھوم اٹھتی ہے۔ علیم ناصری کا "شاہنامہ بالاکوٹ" اسی نوع کی ایک طویل نظم ہے جس کا موضوع ہماری قومی و ملی تاریخ ہی کا ایک دور ہے۔ اس دور میں سید احمد

شہید" اور ان کے رفقا کو جن حالات سے دوچار ہونا پڑا اور انھوں نے مسلمانوں کو متحد و منظم کر کے اور ان میں روح جہاد پھونک کر طاغوتی طاقتوں کو جس طرح لرزہ براندام کیا' اس کی تفصیل اس نظم میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ مصلحین کی اصلاحی و تبلیغی کوششوں کے ساتھ ساتھ اس زمانے کے مسلمان عوام اور خواص کی کمزوریوں اور تنگ نظری و کوتاہ فکری کے تباہ کن نتائج بھی بیان کیے گئے ہیں۔ غرضیکہ یہ نظم ہماری اجتماعی زندگی کا ایسا آئینہ ہے جس میں جھانک کر ہم ماضی میں اپنی کامیابیوں اور ناکامیوں کے اسباب و علل سے بخوبی آگاہ ہو سکتے ہیں اور اپنے حال اور مستقبل کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

علیم ناصری نے مبالغہ آرائی کی بجائے واقعہ نگاری کو ترجیح دی ہے۔ ان کا اسلوب بیان ولولہ انگیز اور ایمان افروز ہے۔ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ نے زیر نظر کاوش کو "دینی جنگ نامہ" قرار دیتے لکھا ہے کہ "اس کا ہر ہر لفظ ایمان و یقین میں لپٹا ہوا اور جذبہ جہاد میں ملفوف ہے"۔ انھوں نے زبان پر شاعر کی' غیر معمولی قدرت کا بھی اعتراف کیا ہے۔ ان کے بقول اس نظم میں "کوئی لفظ بے جا اور بے محل استعمال نہیں ہوا"۔

ہمارے ہاں تضمین کا ایک معروف طریقہ یہ ہے کہ جس شعر یا مصرع کی تضمین کی جاتی ہے' اس کو واوین میں درج کر کے اس شاعر کا نام بھی لکھ دیا جاتا ہے جس کے کلام کی تضمین کی جاتی ہے۔ زیر نظر کتاب میں اس کا پورا اہتمام نہیں ہو سکا۔ کہیں واوین کا استعمال کیا گیا ہے اور کہیں شاعر کا نام دے دیا گیا ہے اور بعض مقامات پر دونوں امور کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ درج ذیل شعر کو فاضل مصنف نے علامہ اقبال سے منسوب کیا ہے:

بیا پیدا خریدار است و جان ناتوانے را پس از مدت گزر افتاد بر ما کاروانے را

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس شعر کا مصرع ثانی نظیری کا ہے جس کو اقبال نے تضمین کیا ہے اور پھر تضمین شدہ مصرع کی اصل صورت یہ ہے: "پس از مدت گذار افتاد بر ما کاروانے را"

زیر نظر منظوم کاوش میں حواشی اور تعلیقات کا اہتمام یقیناً لائق تحسین ہے' لیکن حوالوں کے اندراج کا انداز بہتر بنانے کی ضرورت تھی۔ اگر حوالے مکمل کتابیاتی کوائف کے ساتھ دیے جاتے تو ان کی افادیت بڑھ جاتی۔ اصول یہ ہے کہ پہلی بار حوالہ مکمل کوائف کے ساتھ درج کیا جائے' پھر مختصر کوائف کے ساتھ' اور آخر میں کتابوں کی مکمل فہرست دے دی جائے۔ اسی طرح کتاب کے ساتھ ایک نقشہ ہونا چاہیے تھا جس میں جملہ متعلقہ مقامات دکھائے جاتے۔ مزید برآں پروف خوانی پر مزید توجہ کی ضرورت تھی۔ بلاشبہ "شاہنامہ بالاکوٹ" جناب علیم ناصری کی ایک قومی و ملی خدمت اور ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ اس سے اردو کے شعری ادب میں یقیناً گراں قدر اضافہ ہوا ہے۔ ○ ڈاکٹر رحیم بخش شاہین ○